88269 ـ ماں رشت دینے پر راضی ہوئی لیکن بعد میں انکار کر دیا اگر بیٹی اس شخص سے شادی کر لے تو کیا گنہگار ہو گی ؟

سوال

میں نے ایك بااخلاق اور دین اور حسب و نسب والی لڑکی سے شادی کی جس کے والدین کی آپس میں طلاق ہو چکی ہے، میں نے اس لڑکی کا رشتہ اس کے ولی سے مانگا اور ولی نے یہ رشتہ قبول کر لیا اسی طرح لڑکی کی والدہ نے بھی یہ رشتہ قبول کیا.
لیکن اس لڑکی کے دل میں میرے متعلق کچھ بغض سا پایا جاتا ہے کیونکہ میں نے یہ رشتہ اسے طلاق دینے والے شخص کے ذریعہ حاصل کیا ہے ۔ جو کہ لڑکی کا ولی ہے ۔ اور میں نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ لڑکی کی ماں نفسیاتی طور پر ایك استقرار والی عورت نہیں، اس عورت کو طلاق دینے والے شوہر نے بھی یہی بتایا ہے، اور اسی طرح لڑکی بھی یہی کہتی ہے.
عقد نکاح کے بعد اور رخصتی کے عرصہ کے دوران میری ساس میری بیوی کو تنگ کرتی اور اسے گالیاں نکالتی تھی اس لیے ہم نے فیصلہ کیا کہ رخصتی جلد کر لی جائے، میں نے لڑکی کے ولی سے رخصتی جلد کرنے کی اجازت مانگی تو اس نے رخصتی جلد کرنے کی اجازت دے دی اور اس کے لیے وقت بھی مقرر کر دیا.
لیکن یہ وقت ان دنوں کے مطابق ہو گیا جس میں لڑکی کی والدہ سفر پر جا رہی تھی، اور ہمیں یہ تو علم تھا کہ اس نے باہر جانا ہے، اس لیے ہم نے کئی بار اس سے دریافت کیا کہ وہ کب جا رہی ہے اور اس کے لیے کوئی تاریخ مقرر کر دے اور ہمیں بتائے، لیکن میری ساس نے تاریخ نہیں بتائی، حالانکہ اسے جانے اور واپس آنے کی تاریخ کا علم تھا لیکن اس کے باوجود اس نے ہمیں نہیں بتایا.
میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ ہمیں والدہ کے آنے تك رخصتی میں تاخیر کر لینی چاہیے، لیکن میں نے بھی اور اس کے والد نے بھی انکار کر دیا، کیونکہ رخصتی میں جتنی تاخیر ہو گی مشکلات اتنی ہی زیادہ ہونگی، مجھ پر واضح ہوا کہ میری بیوی کی والدہ اپنی بیٹی کی مجھ سے طلاق حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے. بہر حال رخصتی ہوگئی جس میں نہ تو میری بیوی کی والدہ تھی اور نہ ہی اس کی کئی بہنیں اور ایك بھائی بھی نہیں تھا، بعد میں ہمیں علم ہوا کہ اس کی والدہ اور بڑی بہن دونوں ہی میری بیوی کے بہن بھائیوں کو رخصتی کی تقریب میں نہ آنے کی ترغیب دلاتی رہی ہیں.
اس طرح میری بیوی کے بہن بھائي دو گروہوں میں بٹ گئے، کچھ نے تو اس ترغیب کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا اور کچھ نے اسے قبول کرتے ہوئے رخصتی کی تقریب میں شرکت نہیں کی.
رخصتی کے بعد میری بیوی اور اس کی ماں اور بہنوں کے مابین قطع تعلقی ہوگئی انہوں نے الزام یہ لگایا کہ میری بیوی نے ماں کی بات نہیں مانی اور مجھ پر الزام لگایا کہ میں نے بیوی کو اپنی ماں کی نافرمانی کرنے پر ابھارا ہے.
میرا سوال یہ ہے کہ: اگر ہم فرض کر لیں کہ میری ساس نے اپنی بیوی کی شادی میرے ساتھ کرنے سے انکار بھی کر

دیا ہو اور لڑکی کا ولی اس رشتہ کو قبول کرے اور بیٹی کو بھی یہ رشتہ قبول کرنے پر ابھارا تو کیا میری بیوی کا اپنی ماں کی بات نہ ماننا قطع رحمی اور نافرمانی کہلائیگا ؟
اور اگر میں اپنی ساس کے ساتھ اختلاف کروں اور میری بیوی اپنے دل میں کچھ محسوس کرے تو وہ ہم دونوں میں سے کسی کی اطاعت کریگی ؟ آیا خاوند کی اطاعت کرے یا پھر اپنی والدہ کی بات مانے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی آپ کے لیے برکت کا باعث بنائے، اور آپ کو برکت سے نوازے، اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے، اور آپ دونوں کو نیك و صالح اولاد نصیب کرے.

دوم:

اگر تو معاملہ ایسا ہی ہے جیسا آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کی ساس نفسیاتی مشکلات سے دوچار ہے، اور ابتدا میں آپ کے ساتھ اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے پر راضی تھی، تو پھر اس کی بیٹی کے لیے اس کی مخالفت کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ جب لڑکی کا ولی اس شادی پر راضی ہے تو لڑکی آپ سے شادی کرنا قبول کر لے.

بیٹی کو چاہیے کہ وہ اپنی والدہ سے نیکی و حسن سلوك کا برتاؤ کرے، اور ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کی کوشش کرے، اور اپنی بہن بھائیوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرے، چاہے وہ اس کے ساتھ برا سلوك ہی کرتے ہوں.

کیونکہ صلہ رحمی کی شان بہت عظیم ہے، یہ صلہ رحمی نہیں کہ جو رشتہ دار صلہ رحمی کرے اس کے ساتھ ہی صلہ رحمی کی جائے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا شخص تو وہ ہے جو قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے.

سوم:

اور اگر والدین اور خاوند کی اطاعت میں تعارض پیش آ جائے تو پھر خاوند کی اطاعت مقدم ہوگی، کیونکہ خاوند کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے، حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تك فرمایا:

" اگر میں کسی کو حکمد دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو

سجدہ کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان پر ان کے حق رکھے ہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2140) سنن ترمذی حدیث نمبر (1159) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1853) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور امام احمد اور امام حاکم رحمہما اللہ نے حصین بن محصن سے روایت کیا ہے کہ:

" ان کی ایک پھوپھی کسی کام کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور جب اپنے کام سے فارغ ہوگئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا:

کیا تم شادی شدہ ہو ؟ تو وہ عرض کرنے لگی:

جی ہاں.

چناچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم اس کے لیے کیسی ہو ؟

تو وہ عرض کرنے لگی: میں اس کی کسی حق میں کوتاہی نہیں کرتی الا یہ کہ میں عاجز ہو جاؤں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خیال کرنا تم اس کے لیے کیسی ہو کیونکہ وہ یا تمہاری جنت ہے یا پھر جہنم "

ما آلوہ کا معنی ہے کہ میں اس کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتی.

مسند احمد حدیث نمبر (19025) علامہ الباني رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب و الترھیب حدیث نمبر (1933) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

امام احمد رحمہ اللہ نے ایک ایسی عورت کے بارہ میں فرمایا جس کا خاوند بھی تھا اور اس عورت کی والدہ بیمار تھی تو انہوں نے کہا:

اس عورت پر اپنی ماں کی بجائے اپنے خاوند کی اطاعت کرنا زیادہ واجب ہے، الا یہ کہ خاوند اسے اجازت دے دے "

دیکھیں: شرح منتھی الارادات (3 / 47).

لیکن آپ کے خاوند کو چاہیے کہ وہ آپ کی والدہ یعنی اپنی ساس کے ساتھ بقدر استطاعت حسن سلوک کرے، اور آپ کو بھی اس سلسلہ میں خاوند کی ممد و معاون بننا چاہیے.

واللہ اعلم.